حضرت ابوبکرؓ کے سرکاری خطوط

از

(جناب ڈاکٹر خورشید احمد صاحب فارق - استاذ ادبیات عربی - دہلی یونیورسٹی)

(۵)

۲۴- خالد بن ولید کے نام

یہ خط اکتفار سے ماخوذ ہے - سیف بن عمر (ناقل خط) نے ان الفاظ میں اس کا افتتاح کیا ہے : جب ابوبکر صدیق مرتد عربوں کی سرکوبی سے فارغ ہو چکے اور ان کی بستیاں اسلامی فوجوں نے اپنی حراست میں لے لیں - تو انھوں نے خالد بن ولید کو لکھا :-

"مسلمانوں کو وطن لوٹنے کی اجازت دے دو - اگر کوئی خوشی سے تمھارے ساتھ رہنا چاہے تو خیر ورنہ کسی کو ٹھیرنے پر مجبور نہ کرو، اور اپنی کسی جنگ میں ایسے شخص سے فوجی خدمت نہ لو جو لڑنا نہ چاہے - تم (یعنی بنو حنیفہ کے علاقہ) سے متصل بنو تمیم، بنو قیس اور بکر بن وائل کے جو قبیلے آباد ہوں ان کو دعوت دو کہ یمامہ کی افتادہ اراضی کی کاشت کریں، کیوں کہ مفتوحہ ملک کی افتادہ اراضی کے مالک اللہ اور رسول ہیں جو شخص اس کا کوئی حصہ کاشت کرے گا وہ اس کی ہو جائے گی"

اکتفار، تالیف اندلسی مؤلف کلاعی بلنسی، مخطوط، رقم ۵۲۷، صفحہ ۳۵، دار الکتب المصریۃ، قاہرہ

۲۵- عمرو بن عاص کے نام

یہ خط ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں بیان کیا ہے - اس کا سیاق سباق انوکھا ہے -

خط اور سیاق سباق دونوں عمرو کی زبانی سُنیے: مجھے رسول اللہؐ نے عمّان کا والی بنا کر بھیجا۔ جب میں وہاں پہنچا تو مقامی پادری اور راہب میرے پاس آئے اور پوچھا: "تم کون ہو؟" میں نے کہا: "میرا نام عمرو بن عاص ہے، قبیلۂ قریش کا ممتاز فرد ہوں۔" انھوں نے پوچھا: تمھیں کس نے بھیجا ہے؟" میں نے کہا: رسول اللہ نے۔" انھوں نے کہا: "رسول اللہ کون؟" میں نے جواب دیا: محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب، وہ ہماری قوم کے ایک ممتاز فرد ہیں، ہم ان کے حسب نسب سے واقف ہیں، انھوں نے ہم کو عمدہ سیرت پر چلنے کی تاکید کی ہے، اور بُری سیرت سے روکا ہے، اس کے علاوہ ہم کو حکم ہے کہ بس ایک خدا کی پرستش کریں۔" پادریوں نے اپنا ایک نمائندہ مجھ سے گفتگو کرنے کے لئے مقرر کیا۔ اس نے پوچھا: اس نبی کی کوئی علامتِ نبوت ہے؟" میں نے کہا: ہاں، دونوں کندھوں کے بیچ گوشت کی ایک ٹکیا جس کو خاتمِ نبوت کہتے ہیں۔" نمائندہ: کیا وہ خیر خیرات قبول کر لیتا ہے؟" میں نے کہا: نہیں۔" نمائندہ: "اور تحفہ؟" میں نے کہا: ہاں تحفہ قبول کر لیتا ہے۔" نمائندہ: "اس کی جب قوم سے جنگ ہوتی ہے تو کون جیتتا ہے؟" میں نے کہا: "کبھی وہ اور کبھی قوم۔" اس گفتگو کے بعد نمائندہ اور اہلِ عمّان مسلمان ہو گئے۔ پھر نمائندہ نے کہا: بخدا اگر تمھاری سب باتیں سچی ہیں تو آج رات اُس کا انتقال ہو گیا۔" ..... کچھ ہی دن گذرے تھے کہ ایک سوار نے اونٹ بٹھایا اور عمرو بن عاص کو پوچھنے لگا۔ میں گھبرایا ہوا اس کے پاس گیا۔ اس نے ایک خط دیا جس کا عنوان تھا: خلیفہ رسول اللہ ابوبکر کی طرف سے عمرو بن عاص کے نام۔ خط لے کر میں کمرہ میں گیا اور مُہر توڑ کر دیکھا تو لکھا تھا:

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ابوبکر خلیفۂ رسول اللہ کی طرف سے عمرو بن عاص کو سلام علیک، واضح ہو کہ اللہ عزّوجل نے اپنے نبی کو جب چاہا مبعوث کیا، اور جتنا چاہا زندہ رکھا، اور جب چاہا اٹھا لیا۔ اس نے اپنی سچی کتاب میں فرمایا ہے: (اے نبی) تم مرو گے اور وہ سب بھی مریں گے۔

(اِنَّكَ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُمْ مَیِّتُوْنَ - قرآن) (مدینہ کے) مسلمانوں نے اس قوم کی قیادت میرے ارادہ اور خواہش کے علی الرغم میرے سپرد کردی ہے - میں خدا سے مدد اور توفیق کا طالب ہوں - جب میرا خط پہنچے تو جس رسی (شتربند) کو رسول اللہ نے باندھا ہو اس کو ہرگز مت کھولنا اور جس کو انھوں نے کھولا ہو اسے ہرگز مت باندھنا، والسلام (یعنی رسول اللہ کے حسب ہدایت زکاۃ کے اونٹ وصول کرنا)" تاریخِ دمشق، مائکرو فلم ۱۶ (ماخوذ از مخطوط جزء ۱۳، کتب خانہ ظاہریّہ دمشق) معہد احیاء المخطوطات العربیّہ جامعۃ دُوَل العربیّہ، قاہرہ -

مذکورہ بالا سیاق سباق کے انوکھے پن کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ مشہور و مستند تاریخوں میں اس کا کوئی ذکر نہیں، اس کے علاوہ اور اسباب بھی ہیں - مثلاً اُس میں اُس مراسلہ کا کوئی ذکر نہیں جو رسول اللہ نے عمان کے دو حکمراں بھائیوں جَیفر اور عَبّاد کو عمرو کے ہاتھ بھیجا تھا، مثلاً اس میں ہے کہ اہل عُمّان مسلمان ہوگئے، تاریخ کہتی ہے کہ اہل عُمّان دو طبقوں پر مشتمل تھے، ایک فارسی جو شہروں میں تجارت کرتے اور وہاں چھائے ہوئے تھے، اور دوسرے ازدی وغیر ازدی عرب جو باقی عمان میں پھیلے ہوئے تھے - مسلمان صرف عرب ہوئے، فارسیوں نے جزیہ دینے پر اکتفا کیا، مثلاً اِس میں ہے کہ اہل عمان کے اسلام کے بعد "نمایندہ" نے کہا کہ اگر تمھاری باتیں سچی ہیں تو نبی کا آج رات انتقال ہوگیا، عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام کے فوراً ہی بعد "نمایندہ" نے یہ پیش گوئی کی جو صحیح نکلی، تاریخ کی شہادت اس کے خلاف ہے - عمرو ۸ھ کے آخر میں عمان کے والی (مُحصّل زکاۃ اور صلح و جنگ کے متولی) مقرر ہوئے اور رسول اللہ کا انتقال صفر یا ربیع الاول ۱۱ھ میں ہوا، یعنی ان کے عمان پہنچنے کے کم از کم ایک سال بعد، عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ پہنچنے کے چند ہی دن بعد انتقال ہوگیا بہت ممکن ہے سیاق سباق کا بیشتر حصہ صحیح ہو اور جو باتیں ہم کو تاریخ سے غیر مربوط نظر آتی ہیں ان کی وجہ روایت کا نقص اور فروگذاشت ہو، یعنی راوی کچھ ضروری باتیں بیان کرنا

بھول گئے ہوں اور کچھ باتیں بے ناپے تولے کر گئے ہوں۔ اب سنئے ہمارے مورخوں نے عمرو کے تقرر کا حال کس طرح بیان کیا ہے :-

واقدی۔ طبری ۳/۱۳۹ (پہلا اڈیشن مصر) :- ۸ھ میں رسول اللہ نے عمرو بن عاص کو جیفر اور عمرو (عباد کی جگہ جو زیادہ مشہور ہے) جلندی ازدی کے دو بیٹوں کے پاس (جو عمان کے حاکم تھے) محصل زکاۃ بنا کر بھیجا، دونوں نے عمرو کو زکاۃ وصول کرنے دی۔ مالدار عمانیوں سے عمرو زکاۃ لیتے اور غریب عمانیوں میں تقسیم کر دیتے، وہاں کے فارسیوں سے انھوں نے جزیہ وصول کیا، یہ فارسی شہروں میں رہتے تھے اور عرب شہروں کے آس پاس آباد تھے

فتوح البلدان، بلاذری (اڈیشن ۱۳۱۸ھ مصر) ص۸۳ :- عمان پر قبائل ازد کا غلبہ تھا، ان کے علاوہ صحراؤں میں بہت سے بدو قبیلے بھی آباد تھے۔ ۸ھ میں رسول اللہ نے ابو زید انصاری (جو ان صحابہ میں تھے جنہوں نے رسول اللہ کے عہد میں قرآن جمع کیا تھا) اور عمرو بن عاص کے ہاتھ عبید اور جیفر جلندی کے دو بیٹوں کے پاس مراسلہ بھیجا جس میں انھیں اسلام لانے کی دعوت دی تھی۔ رسول اللہ نے ان سے فرما دیا تھا : اگر اہلِ عمان کلمۂ شہادت پڑھیں اور اللہ و رسول کی اطاعت کا دم بھریں، تو عمرو محصلِ زکاۃ اور متولیِ صلح و جنگ ہوں گے اور ابو زید امام نماز، اسلام کے منتقد اور تعلیم قرآن کے انچارج، جب ابو زید انصاری اور عمرو بن عاص عمان پہنچے تو عبید اور جیفر عمان کے ساحلی شہر صحار میں تھے۔ ابو زید اور عمرو رسول اللہ کا مراسلہ لے کر ان کے پاس گئے۔ وہ دونوں اسلام لے آئے، اور جو عرب وہاں تھے ان کو اسلام کی دعوت دی، وہ بھی مسلمان ہو گئے۔ ابو زید اور عمرو رسول اللہ کی وفات تک عمان میں رہے اور ایک خبر یہ ہے کہ ابو زید وفاتِ رسول سے پہلے لوٹ آئے تھے۔

محاذِ عراق

محاذِ عراق سے متعلق ابو بکر صدیق کے خطوط کے دو بنیادی ماخذ ہیں تاریخ طبری (جو تھی

صدی ہجری) اور فتوح الشام ازدی بصری (تیسری صدی ہجری) - اس سلسلہ میں طبری نے جو خطوط اور سیاق سباق پیش کیا ہے وہ بیشتر سیف بن عمر کی روایت پر مبنی ہے، اور فتوح الشام کے مصنف نے جو خطوط پیش کئے ہیں وہ دوسرے شیوخ روایت سے ماخوذ ہیں - اس لئے طبری اور فتوح الشام میں بیان کردہ خطوط ایک دوسرے سے کیا باعتبار مضمون اور کیا باعتبار سیاق وسباق مختلف ہوگئے ہیں، اگرچہ اس اختلاف کو تقابلی مطالعہ اور تفسیر وتعبیر کی مدد سے دور یا کم کیا جاسکتا ہے - اس کے علاوہ طبری میں سیف کے بیانات کثرت ہونت اور تقدیم وتاخیر کے ساتھ بیان ہوئے ہیں جس سے واقعات کہیں مبہم اور کہیں بے ربط ہوگئے ہیں - اس نقص کو کسی حد تک اکتفار نے دور کر دیا ہے

۲۶- خالد بن ولید کے نام

مقدمہ :- جب خالد یمامہ فتح کر چکے[۱] تو ابوبکر صدیق نے ان کو لکھا :-

"میں تم کو جنگ عراق کا سپہ سالار مقرر کرتا ہوں ان لوگوں کی ایک فوج مرتب کرو جو اسلام پر قائم ہیں - یمامہ سے عراق تک تمہارے راستہ میں قبائل تمیم، قیس، بکر بن وائل اور عبد القیس کے جو مرتد آئیں ان سے جنگ کرو - ان سے فارغ ہو کر فارس (عراق) کی طرف پیش قدمی کرو اور اللہ عزوجل سے فتح وکامرانی کی دعار مانگو - عراق میں داخل ہو کر سب سے پہلے فرج ہند (بندرگاہ اُبلہ)[۲] کو فتح کرو - فارسیوں اور ان اقوام کے ساتھ جو فارسی حکومت کی رعایا ہوں، حسن سلوک سے پیش آؤ (تاکہ وہ اسلام لے آئیں یا اس کے خیر خواہ ہو جائیں) - تم سے کوئی ظلم ہو تو مظلوم کو خود سے انصاف کا موقع دو - تم "خیر امت" ہو لوگوں کی رہنمائی کے لئے بھیجے گئے

[۱] سنہ ۱۱ھ کے آخر یا سنہ ۱۲ھ کے شروع میں [۲] دیکھئے نقشہ

ہو۔ ہم خدا سے ملتجی ہیں کہ جن لوگوں کو ہماری برادری میں داخل کرے، ان کو اسلام کا بہترین پیرو بنائے۔ اگر تم کو خدا کی عنایت سے اُبلہ میں فتح نصیب ہو تو عراق (یعنی بالائی عراق) کا رُخ کرو اور عیاض (بن غنم) سے مل جاؤ"۔ شعبی اور ہشام بن عروہ۔ الاکتفار صنہ ۳۵۔

۲۷۔ اِس خط کی دوسری شکل :۔

مقدمہ :۔ جب خالد یمامہ کی مہم سے فارغ ہوئے تو ابو بکر صدیق نے ان کو لکھا: "عراق کی طرف پیش قدمی کرو اور اس کے حدود میں گھس جاؤ۔ سب سے پہلے فرجِ ہند (اُبلّہ) کی فتح پر ہمت مبذول کرو۔ اہلِ فارس اور ان اقوام کی جو ان کے ملک میں ہوں تالیفِ قلب کرو"۔ سیف بن عمر۔ طبری ۴/۲

۲۸۔ خط کی تیسری شکل :۔

اس کے راوی اول سے آخر تک وہی ہیں جو رقم ۲۷ کے ہیں، پھر بھی دونوں خطوں کے مضمون میں بیّن فرق ہے اس بات کا غالب قرینہ ہے کہ الگ الگ بیان کئے ہوئے یہ دونوں خط ایک ہی مراسلہ کے حصے ہوں:

"خدا نے یمامہ میں تم کو فتح عطا کی، اب عراق (بالائی عراق) کی طرف بڑھو حتیٰ کہ عیاض (بن غنم) سے مل جاؤ"۔ سیف بن عمر۔ طبری ۴/۴۔

۲۹۔ عیاض بن غنم کے نام

اس مراسلہ کا سیاق و سباق یہ ہے کہ جب ابو بکر صدیق نے خالد کو یمامہ سے عراق جانے کا حکم بھیجا تو اس کے ساتھ ہی دوسرا فرمان صحابی عیاض بن غنم کو ارسال کیا۔ عیاض اس وقت نباج اور حجاز کے درمیان تھے، کس قرینہ سے یہ ہمیں نہیں معلوم، شاید کسی مہم پر بھیجے

گئے ہوں ۔ ان کو حکم دیا گیا کہ مغرب کا رُخ کرو اور بادیۂ شام میں مُصَیَّخ کی عرب عیسائی بستیوں کو فتح کر کے شمال مشرق کی طرف بڑھو اور بالائی عراق کے وہ قصبے اور چھاؤنیاں جو عربی۔عراقی سرحد پر واقع ہیں فتح کرتے ہوئے حیرہ کا قصد کرو۔ دوسری طرف خالد کو ہدایت تھی کہ زیریں عراق کے سرحدی علاقے فتح کرتے ہوئے حیرہ کی طرف بڑھیں خلیفہ نے یہ تصریح بھی کی تھی کہ دونوں میں سے جو سالار پہلے حیرہ[1] پہنچ جائے گا وہی وہاں کا والی مقرر ہوگا۔ اسکیم یہ تھی کہ اس طرح عربی۔عراقی سرحد کے دونوں جانب واقع ہونے والے دیہاتوں کو رام کر کے اور وہاں کے فوجی نقطوں پر قبضہ کر کے دوسرا قدم مدائن (پایۂ تخت کسریٰ، وسط عراق) کی فتح کے لئے اٹھایا جائے اور یہ مہم اُس سالار کے سپرد کی جائے جو حیرہ پہنچنے کی دوڑ میں ناکام رہے۔

"(اپنی فوج کے ساتھ) مُصَیَّخ جاؤ، اور سب سے پہلے اس کی فتح پر توجہ مرکوز کرو اس کے بعد بالائی عراق میں داخل ہو (اور وہاں کے دیہاتوں اور فوجی نقطوں کو زیرِ نگیں کرتے زیریں عراق کی طرف بڑھو) حتیٰ کہ خالد سے مل جاؤ۔ تم دونوں کی فوج کے جو مسلمان گھر لوٹنا چاہیں ان کو اجازت دے دو اور جو شخص شریکِ جنگ ہونا پسند نہ کرے (وطن لوٹنے کی لگن میں) اس سے فوجی خدمت نہ لو۔" سیف بن عمر۔ طبری۔ ۴/۴

۳۰۔ اس خط کی دوسری شکل :۔

"مُصَیَّخ کی طرف پیش قدمی کرو۔ مُصَیَّخ تک تمہارے راستہ میں جو مسلمان قبیلے آئیں ان کو فوج میں بھرتی کر کے سب سے پہلے ان لوگوں سے لڑو جو اسلام

---

[1] عربی۔عراقی سرحد کے تقریباً وسط، فرات کے مغرب اور نجف سے چند میل جنوب مشرق میں لخمی عرب۔ عیسائی بادشاہوں کا یہ شہرۂ آفاق پایۂ تخت واقع تھا۔ ہجرت سے کوئی بیس برس پہلے کسریٰ کی حکومت نے حیرہ اور اس کے ماتحت علاقہ (جو فرات کی مغربی ترائی میں تھا) اپنے تصرف میں لے لیا تھا وہاں فارسی گورنر رہتا تھا، مدائن جانے والی شاہراہ حیرہ ہو کر گذرتی تھی، اور اس کے آس پاس فوجی چوکیاں تھیں۔ معجم البلدان یاقوت پہلا اڈیشن ۳/۳۷۶، وانسائیکلوپیڈیا آف اسلام ذکر حیرہ ۲/۳۱۴۔

سے منحرف ہوں - ان سے فارغ ہوکر بالائی عراق میں داخل ہو اور وہاں سے (زیریں عراق کی طرف) فتوحات کرتے خالد سے مل جاؤ۔" الکتفار صفحہ ۳

۳۱- خالد بن ولید اور عیاض بن غنم کے نام

"جو لوگ اہلِ ردہ سے لڑے ہوں اور جو رسول اللہ کی وفات کے بعد اسلام پر قائم رہے ہوں، ان سب کو شریکِ جنگ ہونے کی دعوت دو - میرے اگلے فیصلہ تک کوئی شخص جو مرتد رہ چکا ہو ہرگز لڑائی میں شریک نہ ہو۔" سیف بن عمر - طبری ۴/۱۴ -

۳۲- خالد بن ولید اور عیاض بن غنم کے نام

"خدا سے مدد اور فتح کی دعا مانگو اور اسی سے ڈرو - آخرت کی کامرانی کو دنیا کی کامیابی پر ترجیح دو - خدا کے فرمان بردار رہوگے تو وہ دنیا اور آخرت دونوں میں بامراد رکھے گا - دنیا کو آخرت پر ترجیح نہ دو ورنہ دنیا تمھیں زچ کردے گی - خدا کے نافرمان ہوگے تو وہ دنیا اور آخرت دونوں کی کامیابی سے محروم کردے گا - کس قدر حقیر ہوجاتے ہیں بندے خدا کی نظر میں جب اس کی نافرمانی کرتے ہیں!" الکتفار صفحہ ۳۵

۳۳- خالد بن ولید اور عیاض بن غنم کے نام

سیف بن عمر اور ان کے راوی اس خط کو اس مراسلہ کا تتمہ قرار دیتے ہیں جو خلیفہ نے خالد کو زیریں عراق اور عیاض کو بالائی عراق سے حیرہ پہنچنے کے لئے تحریر کیا تھا اور جس میں یہ تصریح بھی تھی کہ دونوں میں سے جو بھی پہلے پہنچ جائے گا وہاں کا گورنر بنا دیا جائے گا - یہ حصہ

راویوں نے صیغۂ غائب میں بیان کیا ہے اور تتمہ والا حصہ صیغۂ مخاطب میں۔ یہاں یہ بتادینا ضروری ہے کہ مراسلہ زیر بحث کی اسناد میں کچھ راوی نئے ہیں یعنی اس کی اور خطوط رقم ۲۸ اور ۳۰ کی اسناد بالکل ایک نہیں ہے، اگر بالکل ایک ہوتی تو خط زیر بحث کو رقم ۲۸ اور ۳۰ کا تتمہ بھی قرار دیا جاسکتا تھا۔

تتمہ کا مضمون :۔ جب تم دونوں حیرہ میں جا ملو اور اس سے پہلے تم فارسی عسکری چوکیوں کو صاف کر چکے ہوگے اور مسلمانوں پر پشتی حملہ کی طرف سے بے خوف ہو چکے ہوگے، اس وقت تم میں سے ایک سالار مسلمانوں کی رسد کا انتظام کرنے اور حیرہ کے جانشین گورنر کی تقویت کے لئے (؟) پیچھے رہ جائے اور دوسرا خدا اور تمہارے دشمن فارسیوں کے دارالسلطنت اور ان کی قوت و شوکت کے مرکز مدائن پر یورش کردے۔"

سیف بن عمر۔ طبری ۴/ ۵۔

۴۳۔ خالد بن ولید اور اُن کی فوج کے نام

جس وقت ردہ کی آندھی چلی یعنی ۱۱ھ کے ربع اول میں تو اس کے لگ بھگ عربی عراقی سرحد پر بسنے والے قبائل ربیعہ کے ایک سردار نے جس کا نام مُثنّیٰ بن حارثہ تھا، عراق کی شاداب سرزمین پر ترکتازی شروع کردی تھی۔ اس ترکتازی کے اسباب خوش قسمتی سے ہمیں معلوم ہیں۔ ایران کے مشہور بادشاہ نوشیروان عادل کے زمانہ میں بحر قلزم کی ساحلی پٹی تہامہ میں شدید قحط پڑا جس سے مجبور ہو کر وہاں کے قبائل ربیعہ جلاوطن ہوگئے اور جزیرہ یمامہ[1] میں آکر اُترے۔ اس علاقہ پر فارسی تسلط تھا۔ نوشیروان نے ان کے لیڈروں کا ایک وفد دریافت حال کے لئے طلب کیا۔ وفد نے کہا ہم قحط سے مجبور ہو کر آپ کے سرسبز علاقہ میں آئے

---

[1] شاید اس سے مراد بحرین کا کوئی جزیرہ ہے، ہمارے جغرافیہ نویسوں نے جزیرہ یمامہ کا کوئی ذکر نہیں کیا۔

ہیں اور یہاں رہنا چاہتے ہیں۔ نوشیرواں نے وعدہ لے کر کہ ان کے ہم قوم پرامن اور باضابطہ زندگی بسر کریں گے رہنے کی اجازت دے دی۔ ربیعہ کی شاخیں سارے عربی۔عراقی سرحد پر پھیل گئیں اور عرصہ تک ان کو فارسی حکومت سے کوئی شکایت نہیں ہوئی۔ یزدجرد کی تاجپوشی کے بعد[1] فارسی فوجی ڈسپلن خراب ہوگیا اور فارسی فوجی حکام قبائل ربیعہ پر دست درازی کرنے لگے سو ان کے ظلم کا جواب دینے ربیعہ کی شاخ شیبان کا ایک سردار جس کا نام مثنیٰ بن حارثہ تھا کھڑا ہوا۔ اس کی خاندانی بستیاں حیرہ کے قریب تھیں۔ مثنیٰ سرحد پار کر کے زیریں عراق کے گاؤں پر چھاپے مارتے اور مویشی اور غلہ لوٹ لے جاتے۔ ان کی سرگرمیوں کی خبر حضرت ابوبکر کو ہوئی جو اس وقت اہل ردہ کی سرکوبی میں مصروف تھے، تو وہ محظوظ ہوئے انھوں نے مثنیٰ کے حالات اور حسب نسب معلوم کر کے ایک جھنڈا اور مراسلہ بھیجا جس میں مثنیٰ کی حوصلہ افزائی کی تھی اور فارسیوں کے خلاف مہم جاری رکھنے کی تلقین۔ (فتوح اعثم کوفی بمبئی ۱۸۸۲ء ص۱۶) اور ایک روایت یہ ہے کہ مثنیٰ خود مدینہ آئے اور خلیفہ سے کہا: مجھے میری قوم کا سالار بنا دیجئے، وہ اسلام لے آئے ہیں، میں ان کو لے کر فارسیوں سے لڑوں گا، اور اپنے قریب کے فارسی علاقہ کو آپ کی طرف سے فتح کرلوں گا"..... (فتوح الشام ازدی بصری، اڈیٹر ڈبلو، این، لیس ۱۸۵۴ء کلکتہ ص۵۵) خلیفہ نے باضابطہ طور پر مثنیٰ کو ان کی قوم کا سالار مقرر کر دیا اب ان کو خلافت کی سند اور پشت پناہی حاصل ہوگئی، اس سے ایک طرف تو ان کا حوصلہ بہت بڑھ گیا اور دوسری طرف ان کا سارا قبیلہ ان کے زیر فرمان آگیا۔ وہ پہلے سے بڑے پیمانہ پر عراق کے دیہاتوں اور بازاروں پر غارتگری کرنے لگے۔ قریب ایک سال تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ افسوس ہے ہمارے مورخوں نے یہ نہیں بتایا کہ یہ سال کب سے شروع ہوا اور کب ختم ہوگیا، گمان غالب ہے کہ ۱۱ھ کے نصف آخر میں کسی وقت ختم ہوا ہوگا۔ مثنیٰ کی طاقت اور وسائل بڑھ گئے اور انھوں نے اپنے چچازاد بھائی سوید بن عقبہ کو سواروں کے چند دستے دئے اور

[1] یہ تصریح ناسخ التواریخ کے مؤلف نے کی ہے۔ ۲/ کتاب دوم/ ۱۲۸

شط العرب یعنی دجلہ ۔ فرات کے ڈھائی تین سو میل لمبے ڈیلٹا کے دیہاتوں اور چھاؤنیوں پر غارت گری کرنے بھیجا ۔ اب تک مثنی کی ٹکر سرحد عراق کے رئیسوں اور فوجی نقطوں کے افسروں سے تھی ، اس نئے محاذ کے کھلنے سے ڈیلٹا کے اہم آبی اور بری راستوں اور اس عظیم بندرگاہ پر خطرہ منڈلانے لگا جہاں چین و ہند ۔ عراق ۔ فارس اور شام کا سامان لادا اور اتارا جاتا تھا ، یہ اُبُلّہ نامی بندرگاہ تھا جو ڈیلٹا کی بر عرب پر واقع ہونے والی ایک خلیج پر آباد تھا ۔ مرکزی حکومت کو مداخلت کرنا پڑی ، اور فارسی فوجیں مرکز کے مامور کردہ سالاروں کی کمان میں عربوں کی گوشمالی کے لئے مامور کی گئیں ۔ مثنی اور سُوید دونوں کمزور پڑ گئے اور ان کی جارحانہ سرگرمیاں سکڑ گئیں ۔ مثنی نے خلیفہ کو حالات سے مطلع کیا اور رسد طلب کی ۔ اس وقت خالد ، مسیلمہ کا قصہ پاک کر یمامہ میں براجمان تھے ، یمامہ کی فتح مورخین عراق (مدائنی وغیرہ) ۱۱ھ (غالباً آخر سال) بتاتے ہیں اور ابن اسحاق وغیرہ ربیع الاول ۱۲ھ میں ۔ (دیکھئے طبری ۳/۲۶۱ ، تاریخ یعقوبی (اڈیٹر ہوتسما لیدن) ۲/۱۴۶ ، الکتفاء مخطوط دار الکتب قاہرہ صفحہ ۲۶۲ فتوح البلدان بلاذری صفحہ ۹۷) حضرت ابوبکر نے مراسلۂ ذیل لکھا اور خالد کو عراق کی مہم کا سالارِ اعلیٰ مقرر کر کے مثنی کی پشت پناہی کے لئے بھیجا ۔ مورخ عُمر بن شبّہ (طبری ۴/۳) کی رائے ہے کہ خالد کو محاذِ عراق پر بھیجنے کی کارروائی محرم ۱۲ھ میں عمل میں آئی ، اس حساب سے فتح یمامہ یقیناً ۱۱ھ کے آخر میں ہوئی ہوگی ۔

" بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ عبد اللہ ابوبکر خلیفۂ رسول اللہ کی طرف سے خالد بن ولید اور ان کے ساتھ جو مہاجر ، انصار اور تابعین ہیں سب کو سلام علیک ۔ میں اس اللہ کا سپاس گذار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ۔ تعریف ہے اس خدا کی جس نے اپنا وعدہ پورا کیا ، جس نے اپنے دین کی مدد کی ، جس نے اپنے ہوا خواہوں کو قوت و عزت عطا کی ، جس نے اپنے دشمن کو ذلیل کیا ، اور جو اکیلا متحدہ پارٹیوں پر غالب آگیا ۔

بلا شبہ اُس خدا نے جس کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں، اُن لوگوں سے وعدہ کیا ہے جو تم میں سے ایمان لائے اور جنہوں نے عملِ صالح کئے کہ اُن کو زمین کا وارث بنا دے گا، جس طرح اس نے اُن سے پہلے مومنوں اور نیکو کاروں کو وارث بنایا تھا۔ اس نے وعدہ کیا ہے کہ وہ اس دین کو ان کی (فلاح و بہبود) کے لئے مستحکم بنا دے گا جسے اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے، اور یہ کہ ان کو خوف و ہراس میں رہنے کے بعد امن و عافیت سے بہرہ ور کرے گا، یہ مومن میری پرستش کرتے ہیں اور میری وفاداری اور اطاعت میں کسی اور کو بالکل شریک نہیں کرتے۔ اس وعدہ کے بعد بھی جو لوگ کفر کریں تو وہ فاسق ہیں (وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ آمَنُوا مِنْکُمْ وعملوا الصّٰلحٰت لیستخلفنّھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکننّ لھم دینھم الّذی ارتضیٰ لھم، ولیبدلنّھم من بعد خوفھم امنا، یعبدوننی لا یشرکون بی شیئًا، ومن کفر بعد ذلک فاولٰئک ھم الفاسقون) یہ ایسا وعدہ ہے جو جھوٹا ہونے والا نہیں، اور نہ اس میں شک کی گنجائش ہے۔ خدا نے مومنین پر جہاد فرض کیا ہے، چنانچہ وہ صاحبِ عزت ہستی فرماتا ہے: تم پر جنگ و قتال لازم کیا گیا اور وہ تمہیں ناپسند ہے، اس بات کا پورا احتمال ہے کہ تمھیں کوئی بات پسند نہ ہو، پر حقیقت میں وہ تمھارے لئے مفید ہو جیسا کہ اس بات کا احتمال ہے کہ تمھیں کوئی بات پسند ہو لیکن حقیقت میں وہ تمھارے لئے مضر ہو۔ ہونے والے فائدہ یا نقصان کا علم بس اللہ کو ہے، تمھیں نہیں۔ (کتب علیکم القتال وھو کرہ لکم، وعسیٰ ان تکرھوا شیئًا وھو خیر لکم، وعسیٰ ان تحبوا شیئًا وھو شر لکم، واللّٰہ یعلم وانتم لا تعلمون۔ قرآن) پس خدا سے وہ وعدہ پورا کرنے کی درخواست کرو جو اس نے

تم سے کیا ہے اور جو فرض تم پر عائد کیا ہے اس کو انجام دے کر اس کی اطاعت کرو، چاہے ایسا کرنے سے کتنی ہی پریشانی اُٹھانی پڑے اور کیسے ہی مصائب جھیلنا پڑیں، اور گھر بار سے تمھیں کتنا ہی دُور ہونا پڑے، اور کتنا ہی جان و مال کی قربانی دینا پڑے۔ یہ سب خدا کے ثوابِ عظیم کے مقابلہ میں معمولی باتیں ہیں۔ ہم کو صادق و مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے کہ اللہ شہیدوں کو قیامت کے دن جب اٹھائے گا تو وہ تلواریں کھینچے ہوں گے، وہ خدا سے جو آرزو بھی کریں گے خدا پوری کرے گا، اور اُن کی سب مرادیں بر آئیں گی، اور وہ وہ نعمتیں ان کو ملیں گی، جن کا انھوں نے تصور کبھی نہ کیا ہوگا۔ ایک شہید جنت میں داخل ہو کر اس سے بہتر کیا تمنا کر سکتا ہے کہ اس کو خدا دنیا میں پھر لوٹا دے، تاکہ وہ اس کی بے انتہا عنایتوں کا اپنی حُسنِ سیرت سے کچھ حق ادا کر سکے۔ خدا آپ پر رحم کرے، راہِ خدا میں جہاد کرنے نکل کھڑے ہو جیئے، خواہ نہتے ہو یا مسلح اور اپنے مال و جان سے خدا کے راستہ میں جہاد کرو، اس میں آپ کے لئے خیر و برکت ہے اگر آپ کو خیر و برکت کا صحیح تصور ہو (تو اس حقیقت کو سمجھ لیں گے) میں نے خالد بن ولید کو عراق جانے کا حکم دیا ہے جس کو وہ اس وقت تک نہیں چھوڑیں گے جب تک میرا دوسرا حکم نہ صادر ہو۔ ان کے ساتھ آپ لوگ چل دیجئے، جانے سے بالکل مت کسمسایئے، خلوص سے جہاد کرنے والے اور کارِ خیر کو شوق سے انجام دینے والے کو خدا اجرِ عظیم عطا کرتا ہے۔ جب آپ عراق پہنچیں تو وہاں ٹھہریئے یہاں تک کہ میرا اگلا حکم آئے۔ خدا دنیا اور آخرت کے اہم امور کو ہماری اور آپ کی طرف سے ٹھکانے لگائے۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ۔"

فتوح الشام ازدی بصری ص۲۶۔

۳۵- مُنذعور بن عدی کے نام

ازدی نے فتوح الشام میں خط کا افتتاح ان چند لفظوں میں کیا ہے: مُنذعور بن عدی، بنو عجل کے سردار تھے، مثنیٰ کے زمانہ میں فارسیوں سے لڑنے نکلے اور ابو بکر کو خط لکھا (جو ذیل میں پڑھیئے) - فتوح الشام ازدی میں مثنیٰ کا خلیفہ کے نام ایک مراسلہ وارد ہوا ہے جس میں مثنیٰ نے شکایت کی ہے کہ مُذعُور جو میری قوم کے آدمی ہیں ایک چھوٹی سی جماعت لے کر میرے حریف بن بیٹھے ہیں اور میری مخالفت کرتے ہیں (صـ۵۳) - اکتفا رنے نئے انکشاف کئے ہیں جو سیف بن عمر سے ماخوذ ہیں اور جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ عربی - عراقی سرحد پر تنہا مثنیٰ ہی نہیں بلکہ تین مزید عربی سردار فارسی دیہاتوں اور مسلح نقطوں پر ترکتاز کیا کرتے تھے - ان کے نام ہیں: مُذعُور بن عدی، حَرملہ بن مُریطہ اور سلمیٰ بن قین، آخر الذکر دونوں مہاجر صحابی تھے، مثنیٰ اور مذعور اپنی قوم کے ساتھ رسول اللہ سے ملاقات کر چکے تھے۔ یہ چاروں ابو بکر صدیق کی خدمت میں حاضر ہوئے (غالباً ۱۱ھ کے آخری اور ۱۲ھ کے ابتدائی ایام میں) حرملہ اور سلمیٰ نے کہا: ہم لوگ جو بنو تمیم اور بنو بکر کے قبیلوں سے تعلق رکھتے ہیں، فارسیوں سے لڑنے کے عادی ہیں ان پر ایسی چوٹیں لگائی ہیں کہ انھوں نے اپنے بچاؤ کے لئے خندقیں کھود دی ہیں، دریا اور نہروں کا پانی چھوڑ کر دلدل کر دی ہے اور ہمارے مقابلہ کے لئے محلوں کو مسلح کر لیا ہے، ہمیں ان سے لڑنے کی اجازت دیجئے - ابو بکر صدیق نے اجازت دی اور ان میں سے ہر ایک کو اپنے اپنے متبعین کا سالار بنا دیا اور اس بات کی سرکاری سند عطا کی کہ جو جتنا فارسی علاقہ فتح کرے گا اس کا حاکم تسلیم کر لیا جائے گا - سیف بن عمر کہتے ہیں کہ حرملہ اور سلمیٰ سب سے پہلے مسلمان عرب تھے جو فارسی سرزمین پر جہاد کے لئے نکلے تھے - یہ چاروں قائد مدینہ سے واپس ہوئے اور زیریں و وسطی عربی - عراقی سرحد پر الگ الگ مورچے بنا کر فارسی دیہاتوں اور چھاؤنیوں پر حملے کرنے لگے - مورچوں اور ان ایرانی منزلوں کے نام بھی اکتفا ر میں

مذکورہیں جوان تمیمی اور بکری سرداروں سے رزم آرا ہوئے۔ جیسا کہ ابھی آپ نے پڑھا اکتفار کا بیان مذعور کے آزاد اور خود مختار سالار ہونے کی خبر دیتا ہے، نیز اس بات کی کہ وہ خلیفہ سے ملاقات کر چکے تھے اور ان کو فارسیوں کے خلاف مورچہ بنانے کی دربارِ خلافت سے باضابطہ اجازت مل چکی تھی۔ اس کے برخلاف فتوح الشام میں بیان کردہ مثنیٰ کے شکایتی خط سے معلوم ہوتا ہے کہ مذعور خلیفہ کے لئے اجنبی شخصیت ہیں اور یہی نتیجہ خود مذعور کی اس عرضداشت سے بھی نکلتا ہے:

"میں بنو عجل کا جو بڑے شہ سوار اور جنگجو عرب ہیں، ایک فرد ہوں۔ میرے خاندان کے بہادر میرے ساتھ ہیں، ان میں کا ہر فرد دوسرے سو آدمیوں پر بھاری ہے۔ میں مردِ کارزار ہوں، فارسی علاقہ کے جغرافیہ سے واقف ہوں۔ مجھے سواد (یعنی عراق کے مزروعہ اور سرسبز علاقہ) کا والی بنا دیجئے، میں آپ کی طرف سے اس کو فتح کرلوں گا۔" (فتوح الشام ازدی بصری ص۵۳۔)

خلیفہ کا جواب:۔

"تمہارا خط موصول ہوا، تمہاری لکھی باتیں میں نے سمجھیں۔ تم ویسے ہی ہو جیسا تم نے اپنے بارہ میں لکھا ہے اور تمہارے خاندان میں بھی بڑی خوبیاں ہیں۔ میری رائے ہے کہ تم خالد بن ولید سے جا ملو اور جب تک وہ عراق میں رہیں ان کے ساتھ عراق میں رہو اور وہ جب دوسرے محاذ پر جائیں تو تم بھی ان کے ہمراہ چلے جاؤ۔"

اس کے ساتھ ہی ابوبکر صدیق نے مثنیٰ کو ان کے شکایتی مراسلہ کا یہ جواب لکھا:۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ واضح ہو کہ تمہارے ہم قوم عجلی نے مجھے خط لکھا تھا جس میں کچھ درخواستیں کی تھیں۔ میں نے ان کو لکھ دیا ہے کہ میرے اگلے فیصلہ تک خالد (بن ولید) کی فوج میں رہیں۔ میں تم کو بھی تاکید کرتا ہوں کہ جب تک خالد عراق میں ہیں تم کہیں اور نہ جانا۔ جب وہ دوسرے محاذ پر چلے جائیں تو تم پھر اس جگہ ڈٹ جانا جہاں پہلے تھے (؟) تم ہر ترقی کے اہل اور ہر عنایت کے مستحق ہو، والسلام علیک ورحمۃ اللہ۔" (فتوح الشام ازدی بصری ص۵۳)

(باقی آئندہ)